ترکی میں لادینیت اور اسلام پسندی

نیلوفر گول*

تلخیص: حمید اعظمی

یہ مقالہ ترکی میں اسلام پسندی اور لادینیت سے متعلق بحث و تمحیص کے اس پس منظر سے واقفیت کی ایک کوشش ہے جس نے مقتدر طبقوں اور اس کے مخالف طبقوں کو جنم دیا ہے۔ یہاں مقتدر طبقوں سے مراد عام دانش وروں اور ٹیکنیکل تعلیم سے آراستہ دانش وروں پر مبنی نئے سماجی گروہ ہیں۔ یہ گروہ لادینی اور جدید علوم کے حصول کے بعد سائنس کی زبان اور پیشہ ورانہ مہارت کے طفیل معاشرے میں تہذیبی سرمایہ کی حیثیت پر فائز ہو گئے۔ یہاں اسلام پسندی کا مفہوم ہے کہ سرکاری، سماجی اور سیاسی مقاصد کے برخلاف مسلم شناخت اور اقدار کو بحال کیا جائے۔ اس لحاظ سے اسلام پسند ''مسلم'' کا ہم معنی نہیں ہے۔ اسلام پسندی نہ صرف اسلامی سیاسی جماعت کی رکنیت کی دلیل ہے بلکہ اس سے گروہی وابستگی کے طفیل شناخت اور اس کے ربط و ضبط کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ ترکی کا یہ تجربہ ہمیں لادینی قوتوں اور اسلام پسندوں کے مابین تنازعہ کا گہرائی سے تجزیہ کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ترکی میں معاشرے کی اصلاح، اس کی جدید خطوط پر تشکیل اور لادینی نظریات کی ترویج کا عمل انیسویں صدی کے اواخر سے شروع ہے جب کہ اسلام پسند مغربیت کے طوفان کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ ۱۹۷۰ء میں ترکی میں ملّی نظام پارٹی کا قیام عمل میں آیا اور اس طرح اس تصور کا سیاسی نظام میں عمل دخل شروع ہوا جسے پارلیمانی طرزِ حکومت نے قانونی جواز عطا کیا۔ آج کل اس جماعت کا نام رفاہ پارٹی ہے جو حکومت کا اکثریتی گروہ ہے۔

مشرقِ وُسطیٰ میں ترکی کی مثال اس امر کا ثبوت ہے کہ سرکاری مقتدر حلقوں میں اس انداز کے

---

*Nilufer Gole, "Secularism and Islamism in Turkey: The Making of Elites and Counter -Elites", *Middle East Journal*, Vol. 51, No. 1, Winter 1997 pp. 46-58.

بنیادی سیاسی تغیرات پرامن طریقے سے بھی رونما ہوسکتے ہیں۔ ترکی میں جمہوریت نے اس طرح برگ و بار نکالے ہیں کہ وہ ترک عوام کے لیے مشترکہ قدر اور سیاسی عمل کا معیار بن گئی ہے۔ اور ان کے یہاں یہی جمہوریت کی کامیابی کی دلیل ہے۔ علاوہ بریں تُرگت اوزال (۹۱-۱۹۸۳ء) کے دورِ حکومت کی روشن خیال پالیسیوں کی بدولت آزادانہ تجارت کے اداروں اور ابلاغ عامہ میں نج کاری کو فروغ حاصل ہوا۔ جس کے نتیجے میں غیر فوجی معاشرے کو ترقی کا موقع ملا اور غیر سرکاری اداروں کی تعداد میں معتد بہ اضافہ ہوا۔ ان تغیرات کے دوران مذہبی اور نسلی شناخت، ملی اتحاد، لادینیت اور جمہوریت میں تنوع پسندی کے موضوع پر قومی سطح پر گرما گرم بحث چھڑ گئی اور متبادل سیاسی جماعتوں کے وجود اور آزادی تقریر و تنظیم سازی نے جابر حکومت اور ظالمانہ قوانین کے خلاف ضمانت فراہم کر دی۔ اس مقالہ میں چار اہم امور کو زیرِ بحث لایا گیا ہے:

اوّل- لادینیت پر مبنی غیر اسلامی طرز حیات نے مصطفےٰ کمال کے سیاسی نظام کی تشکیل میں نمایاں کردار ادا کیا۔

دوم- چونکہ اسلامی مملکتوں میں اکثر لادینیت کو اقتدار کے بل بوتے پر رائج کیا جاتا ہے اس لیے جمہوریت اور لادینیت کے مفادات متنازعہ ہو جاتے ہیں۔

سوم- اگرچہ اسلام پسند حکومت لادینیت کی سرتوڑ مخالفت کرتی ہے تاہم نئے اسلام پسندوں کی شناخت اور طرز عمل کو لادینیت نے بڑی حد تک متاثر کیا ہے۔

چہارم- اسلام پسندوں اور لادین طبقوں میں قومی سطح پر بحث کی توسیع نے جمہوری اصولوں کے خدوخال ابھارنے میں قابلِ قدر کردار ادا کیا ہے۔

لادینیت اور جدیدیت پسند مقتدر طبقے

ترکی میں جدیدیت کا تصور انیسویں صدی کے اواخر میں شروع ہوا اور ۱۹۲۳ء میں اپنے نقطہ عروج کو پہنچ گیا۔ لادینیت اور ایجابیت اس کے دو ستون ہیں۔ جس کا مفہوم غیر مغربی خصوصاً مسلم ممالک میں اصل مغربی مفہوم سے یکسر مختلف ہے۔ ایجابیت اسی صورت میں عالمگیر حیثیت اختیار کر سکتی ہے جب وہ

کسی تہذیب یا دین سے مغرب کے تصور جدیدیت کی جدوجہد کے لیے جواز فراہم کرے۔ ان کا مقبول نعرہ ترقی اور تنظیم تھا جس کے بغیر ان کے خیال میں کسی مسلم ملک میں لادینیت کو کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔

یہ امر واقعہ ہے کہ ترکی کا تصور لادینیت فرانس کے تصور سے بہت زیادہ متاثر ہے، لیکن وہاں کلیسا کو حکومتی کاروبار سے علاحدہ کر دیا گیا جب کہ ترکی میں مذہبی امور حکومت کی مرضی سے طے پاتے ہیں۔ علاوہ بریں یہاں تمام مذاہب کے ساتھ مساوی سلوک نہیں کیا جاتا بلکہ عملی طور اہل سنت والجماعت کو سرکاری حیثیت حاصل ہے۔ فی زمانہ اس تصور کو علوی فرقہ تبدیل کرانے کی کوشش کر رہا ہے۔ فرانس اور ترکی میں صرف اس بات پر اتفاق نظر آیا ہے کہ مذہب گھروں سے باہر کسی صورت میں نہ ہو۔ فرانس میں مسلمان بچیوں کے لیے سکولوں میں حجاب کا مسئلہ اور ترکی میں دستار کا مسئلہ اس پہلو کی نشان دہی کرتے ہیں۔ ترکی میں لادینیت کا مقصد یہ ہے کہ مذہبی جماعتوں پر پابندی لگا دی جائے۔ سرکاری ملازمین کے لیے مخصوص قسم کا لباس متعین کیا جائے اور سرکاری ریڈیو اور ٹیلی وژن سٹیشن پر مخصوص طرز کے سمعی وبصری پروگرام نشر کرنا ضروری قرار دیا جائے۔

ترک لادینیت میں انتظامیہ اور قانون سازی کی سطح پر نہایت بنیادی قسم کی تبدیلیاں نافذ کی گئیں۔ ۱۹۲۴ء میں خلافت ختم کر دی گئی۔ مذہبی عدالتوں و مذہبی خطابات والقابات کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اسی کے ساتھ ساتھ لادینیت کے سبب ایک نیا مقتدر ریپبلکن طبقہ وجود پذیر ہوا جو ۱۹۲۶ء میں وزارت تعلیم کے ماتحت ہو گیا۔

ترک لادینیت میں انتظامیہ اور قانون سازی کی سطح پر نہایت بنیادی قسم کی تبدیلیاں نافذ کی گئیں۔ ۱۹۲۴ء میں خلافت ختم کر دی گئی۔ مذہبی عدالتوں و مذہبی خطابات والقابات کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اسی کے ساتھ ساتھ لادینیت کے سبب ایک نیا مقتدر ریپبلکن طبقہ وجود پذیر ہوا جو ۱۹۲۶ء میں وزارت تعلیم کے ماتحت ہو گیا۔ مذہبی تعلیم خلاف قانون قرار دی گئی اور ملک بھر میں جدید لادینی تعلیم کو فروغ دیا گیا۔ ذریعہ تعلیم بدل دیا گیا۔ عربی رسم الخط ختم کر کے ترکی زبان کے لیے رومن رسم الخط مقرر کیا گیا۔ ترکی زبان سے

عربی و فارسی زبان کے لفظ چن چن کر علیحدہ کر دیے گئے، ترکی اور مغربی زبانوں کے علاوہ دیگر زبانوں کے استعمال کو منع کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ اذان بھی ترکی زبان میں دی جانے لگی۔ قرآن کریم کے ترکی ترجمے نے عربی متن کی جگہ لے لی۔

ماضی کے مقتدر طبقے سے اس علیحدگی نے حکومت کے قیام اور اقتدار کی قوت کے سبب نئے مقتدر طبقوں کی نمو کے لیے زمین ہموار کی، چونکہ ان کی بنیاد ہی قومیت پر ہی تھی اس لیے فطری طور پر وہ مصطفیٰ کمال کے نظریات اور تصورِ ترقی کے فروغ کے داعی بن گئے اور وہ خود کو مصطفیٰ کمال کے پیرو ترقی پسند دانش ور کہلانے پر فخر کرنے لگے۔ یہ دانش ور نہ صرف صاحبانِ علم و فضل، ناول نگار، ادیب و صحافی تھے بلکہ خود کو معاشرہ کی تقدیر بدلنے کے ذمہ دار بھی گردانتے تھے۔ قصہ کوتاہ ریپبلکن مقتدر طبقہ، تہذیبی سرمایہ سے مالا مال تھا مگر مالی اختیارات سے محروم تھا ان کی تمام وفاداریوں کا مرکز قومی ریاست تھی اور ان کی تمام جدوجہد لادینیت اور ترقی کے لیے ہی تھی۔

> ترکی میں حالیہ اسلام پسندی کا آغاز ۱۹۵۰ء میں ہوا اور اسے ۱۹۸۰ء میں تقویت ملی۔

خواتین اور لادینیت

روزمرہ کی زندگی میں لادینیت کے اثر و نفوذ کا پیمانہ معاشرے میں خواتین کی نظر آنے والی موجودگی ہے۔ لادینیت نے خواتین کو پردے اور مردوں سے علیحدگی جیسی مذہبی رسوم و قیود سے نجات دلائی۔ ایک شہری کی حیثیت سے سرکاری ملازمتوں میں اور دیگر امور میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کر کے خواتین نے جو طرزِ حیات اختیار کیا وہ اس معاشرتی نظام سے بالکل مختلف ہے جسے اسلام نے تشکیل دیا ہے۔ ترکی کی جدیدیت کی ترویج کے پروگرام میں خواتین کو نجی اور عام زندگی میں ایک تازہ طرزِ حیات کا خالق بنا کر پیش کیا گیا۔ جدید زندگی کی ان نمائندہ خواتین کی بے پردہ تصاویر کی اس طرح تشہیر کی گئی کہ وہ کھلاڑی، پائلٹ، مختلف شعبوں سے وابستہ، مغربی لباس اور وضع قطع میں مردوں کے دوش بدوش کام کرنے والی نظر آنے لگیں۔ اس طرح وہ اسلامی طرزِ حیات سے دور تر اور لادینی تصورات و اشغال سے قریب تر ہوتی گئیں۔ یہ بھی ایک حسنِ اتفاق ہے کہ اسلام پسندی کے نشوونما میں بھی خواتین نے اہم کردار ادا کیا ہے۔

خواتین میں ۹۰-۱۹۸۰ء کے دوران پردے کا دوبارہ رواج ہوا جس سے واضح ہوگیا کہ ذاتی تعلقات، عوامی مقامات اور روزمرہ کے کام کاج میں اسلامی تعلیمات اور روایات کا احیاء ہو رہا ہے۔

جدید طرزِ زندگی اور ثقافتی اظہار

اسلام پسند تحریک نے اس نئے گروہ کو جدید حالات میں گزارا کرنے کا طریقہ سکھایا اور انہیں اسلامی ترکی کی شناخت اور لادینی مغربی جدیدیت کے مابین اختلافات سے آشنا کیا۔

طرزِ حیات اور جمالیاتی اقدار میں تغیرات نے اسلامی تمدن پر مغربی تمدن کے اثرات کو نمایاں کر دیا اور اس طرح ترک معاشرے میں تمدنی امتیازات اور سماجی حد بندیاں نمایاں ہوگئیں۔ طرزِ حیات محض رسوم، رہن سہن، لباس و زبان کا معمولی مسئلہ نہیں بلکہ اس سے افراد کے مابین تعلقات، طبقات سازی اور اقدار کی پیچیدگیوں کا اظہار ہوتا ہے۔

اسلام پسندی نے ان مسلمانوں کو جو مرکز سے دور تھے، روزمرہ کی زندگی کے لیے نئی ہدایات فراہم کیں اور سیاسی اظہار کے جدید انداز سے آشنا کیا۔ ترکی میں حالیہ اسلام پسندی کا آغاز ۱۹۵۰ء میں ہوا اور اسے ۱۹۸۰ء میں تقویت ملی۔ اسی دوران حاشیہ پر رہنے والے یہ گروہ شہری مراکز میں آئے۔ لادینی تعلیم اور معاشرے میں اعلیٰ مقام تک رسائی حاصل کی۔ اسلام پسند تحریک نے اس نئے گروہ کو جدید حالات میں گزارا کرنے کا طریقہ سکھایا اور انہیں اسلامی ترکی کی شناخت اور لادینی مغربی جدیدیت کے مابین اختلافات سے آشنا کیا۔ عالم یہ ہے کہ اس وقت اسلام پسند اور لادینی طبقات ترک شناخت کے ثقافتی اظہار پر برسرِ پیکار ہیں جس کی اساس طبقاتی منافرت پر ہے۔ اسلام پسندی محض کسی خاص صورت حال کا ردعمل نہیں ہے بلکہ اس سے جدیدیت کے ایسے نمونے کا بھی اظہار ہوتا ہے جس کے طفیل اسلام پسندوں کے ایسے مقتدر طبقے وجود میں آئے جو لادینی مقتدر طبقے کا مدمقابل تھے۔

اسلامی مقتدر طبقے کی نشوونما

لادینیت مخالف اسلامی تحریکیں تاریخ میں مختلف ادوار میں متنوع سیاسی اور تہذیبی سرگرمیوں میں

مصروف رہیں۔۱۹۶۰ء کے دوران اس طرح کی تحریکوں میں مشترک عناصر بھی نظر آتے ہیں۔مثال کے طور پر مصر، ایران، پاکستان اور ترکی میں قائدین اور ان کے پیروکار شہروں میں تازہ وارد اور تعلیم یافتہ ہیں، جو کالج یونیورسٹیوں کی تعلیم کے دوران پاکستان میں ابوالاعلیٰ مودودی، مصر میں سید قطب، ایران میں علی شریعتی اور ترکی میں علی بولاچ اور عصمت اوزیل کے خیالات ونظریات سے متاثر ہوئے۔جنہوں نے حقیقت اسلام کی تعریف یوں کی کہ اس میں مغرب سے معذرت کا شائبہ تک نہ تھا۔ان تمام نظریات کا مرکز قرآن وسنت، احادیث اور عصرِ حاضر کے تقاضوں سے واقفیت ہے۔مغربی جدیدیت کے حوالہ سے انیسویں صدی کے لادینیت پسندوں اور اسلام پسندوں کی نئی نسل کے مابین نقطہ نظر کا اختلاف نمایاں ہے۔

> تغیر وتبدیلی کے نئے عوامل اسلام کو حاشیہ سے اٹھا کر مرکز میں لے آئے اور ان کی بھی تہذیبی حیثیت ریپبلکن طبقے کے مساوی ہوگئی۔

ترکی میں ہم عصر اسلام پسندی کا آغاز ۱۹۸۳ء میں اس وقت ہوا جب مادر وطن پارٹی میں اسلام پسند انجینئروں کا عمل دخل بڑھا۔بڑے شہروں میں باپردہ خواتین تعلیمی اداروں میں عام نظر آنے لگیں اور اسلامی موضوعات پر کتب، رسائل اور اخبارات میں مضامین سے لادینیت پسندوں کی قوت پر زد پڑی۔تغیر وتبدیلی کے یہ نئے عوامل اسلام کو حاشیہ سے اٹھا کر مرکز میں لے آئے اور ان کی بھی تہذیبی حیثیت، ریپبلکن طبقے کے مساوی ہوگئی۔اس کے جواب میں ریپبلکن مقتدر طبقے نے سیاسی میدان میں اپنے ردعمل کا اظہار کیا اور لادینیت کے دفاع میں اسلامی بنیاد پرستی کے خلاف جنگ کا آغاز کردیا۔

انجینئر اور اسلام پسند مقتدر طبقہ

ترکی میں ۱۹۵۰ء سے سیاست میں انجینئروں کے اثر ورسوخ میں اضافہ ہوا۔یہ لوگ جدیدیت پسند طبقے کے ترقی سے متعلق تصورات سے متفق نہ تھے۔انہیں اسلام پسندی میں بھی اختلافی نکات سے سابقہ پڑا۔پیشہ ورانہ تکنیکی تعلیم اور سیاسی سطح پر اسلامی شناخت اور سائنس اور عقلیت پسندی اور دینی اصلاحی اقدام کی ترجیحات کے سبب اسلام پسند انجینئر ذہنی دباؤ کا شکار ہیں۔

اسلام پسند دانشور

جدید اسلام پسند دانش ور جن میں خواتین وحضرات دونوں شامل ہیں ماضی کے اسلامی مفکرین سے بڑی حد تک مختلف ہیں۔ وہ اظہار خیال کے لیے جدید ترکی زبان کا استعمال کرتے ہیں۔ مغربی مفکرین کے حوالے دیتے ہیں۔ حال کی جدیدیت کے موضوعات پر بحث کرتے ہیں۔ لادین دانش وروں سے کھلم کھلا مباحثے کرتے ہیں اور غیر ملکی زبانوں پر دسترس رکھتے ہیں۔ اظہار خیال کے انداز اور ذرائع ابلاغ کے استعمال میں وہ لادین دانش وروں سے پیچھے نہیں ہیں۔

خواتین اور اسلام پسند مقتدر طبقہ

ترکی میں جیہان اکناس، سیبل ارسلان، حمیدہ تو روجیسی اسلام پسند دانش ور خواتین نمایاں حیثیت کی مالک ہیں۔

اسلام پسندی کی اس تحریک میں ان کی شرکت نے اسلام پسند مقتدر طبقے کی حدود کی وضاحت اور خود اس تحریک میں انداز تغیر وتبدل کی نشان دہی کی ہے۔ تمام اسلامی معاشروں میں اسلام پسندی کی تحریک کا عوامی سطح پر اظہار خواتین کے باپردہ باہر نکلنے سے ہوا ہے۔ حجاب کا استعمال طرزِ حیات کے مخصوص اسلامی تصور، جنسی تفاوت، اور جمالیاتی اقدار کی علامت بن چکا ہے۔ علاوہ بریں حجاب جدید دور میں خواتین کی سیاسی اور سماجی امور میں شرکت کا نشان بھی ہے۔ تاہم اسلام پسند خواتین کو لادینیت پسند خواتین اور اسلام پسند مردوں سے ربط ضبط میں مسائل کا سامنا ہے۔

ماحصل

اسلام پسندی کی تحریک مصطفےٰ کمال کی جدیدیت اور مغرب زدہ مقتدر طبقات کی مفادات پرستی کے خلاف ایک ردعمل ہے۔ ان کی یہ کوشش ہے کہ وہ اسلامی تشخص کے ذریعے سماج میں اپنا مقام حاصل کریں۔ خواتین حجاب استعمال کریں، مرد داڑھی رکھیں، اسلام علیکم کو رواج دیا جائے، کلام وطعام میں اسلامی شعائر کی پابندی کی جائے۔ جدید تعلیم نے اسلام پسندوں کو منطقی طرز فکر، انفرادیت اور تجزیاتی فکری

عمل سے متعارف کرادیا ہے۔ گویا لادینیت کا عمل اسی طرح ان میں نفوذ کررہا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ آپ کسی بھی مقتدر طبقے سے متعلق ہوں آپ لادینیت کے عمل سے دامن نہیں بچا سکتے ہاں یہ ضرور ہے کہ اس ڈرامے کے کرداروں کی نیت اور امنگ ان دو دائروں کو ایک دوسرے سے جدا کرتی ہے۔

[نیلوفر گول استنبول کی ایک یونیورسٹی میں عمرانیات کی پروفیسر ہیں۔ وہ ۹۷-۱۹۹۶ء کے دوران برلن (جرمنی) میں انسٹی ٹیوٹ فار ایڈوانسڈ اسٹڈیز سے بھی وابستہ رہی ہیں۔ اسلامی حجاب پر ان کی کتاب "Forbidden Modern" یونیورسٹی آف مشی گن پریس سے ۱۹۹۱ء میں شائع ہوئی تھی۔ مدیر]